اسمائے حسنٰی

غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

توحید اسماء وصفات توحید الٰہی کا اہم اور عظیم باب ہے، کیونکہ اس کا تعلق ذات الٰہی کے اسماء اور اس کی صفات سے ہے، اللہ تعالیٰ کا تقرب اور عبادت اسی نوع پر منحصر ہے، جب آدمی اللہ کو پہچانے گا ہی نہیں، تو اس کی عبادت کیسے کرے گا، یہی وجہ ہے کہ کتاب و سنت کے دلائل اس بارے کثیر تعداد میں موجود ہیں۔

اس توحید کی اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو قرآن وسنت سے ثابت اس کے اسمائے حسنیٰ اور بلند صفات کے ساتھ اکیلا سمجھا جائے، کسی تحریف، تعطیل، تکیف یا تمثیل سے کام نہ لیا جائے، اس کی شایان شان جس طرح بیان ہوئی ہیں، اسی طرح ان کو برقرار رکھا جائے، نیز اس کے وہ معانی ثابت کیے جائیں، جو ان سے ثابت ہوتے ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس بارے میں صحابہ وتابعین وغیرہ کا منہج بیان کرتے ہیں:

''اثبات صفات میں جامع بات سلف صالحین (صحابہ وتابعین) اور ان کے متبعین کی ہے، وہ یہ ہے کہ اللہ نے اپنے لیے اور رسول ﷺ نے اس کے لیے جو صفات بیان کی ہیں، ان سے اسے متصف کیا جائے، نیز ان صفات کو تحریف، تعطیل، تمثیل اور تکیف سے محفوظ رکھا جائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مثل کوئی نہیں، نہ اس کی ذات میں، نہ صفات میں اور نہ ہی افعال میں، جس نے اس کی صفات کا انکار کیا، وہ معطل ہے اور جس نے اس کی صفات کو مخلوق کی

صفات سے مشابہت دی، وہ ممثل ہے، ضروری ہے کہ اس کی صفات کو ثابت کیا جائے اور مخلوق سے مشابہت کی نفی کی جائے، یعنی صفات کے اثبات میں تشبیہ نہ ہو اور مشابہت کی نفی میں تعطیل نہ ہو، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ ''اس جیسی کوئی چیز نہیں۔'' ممثلہ کا رد کرتا ہے اور ﴿وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾(الشّوریٰ: ۱۱) ''وہ خوب سننے والا اور خوب دیکھنے والا ہے۔'' معطلہ کا رد ہے، صفات کا انکاری گویا معدوم چیز کا پجاری ہے اور تشبیہ دینے والا بت کی پوجا کرتا ہے۔ (مَجموع الفتاویٰ: ٦/٥١٥)

صحابہ و تابعین اور تبع تابعین نے اسماء وصفات کے اثبات کے سلسلے میں تین چیزوں پر بنیاد رکھی ہے:

۱۔ کتاب و سنت سے ثابت اسماء وصفات پر ایمان اور ان کے انکار سے اجتناب۔ اس کی دلیل فرمان الٰہی: ﴿وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ﴾ ہے جو کہ فرمان باری تعالیٰ: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ سے فوراً بعد آیا ہے۔

۲۔ مخلوق کی مشابہت سے اللہ تعالیٰ کو پاک کرنا۔ اس کی دلیل یہی فرمان الٰہی ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾

۳۔ ان اسماء وصفات کی کیفیت جاننے یا ان کا احاطہ کرنے سے نا امیدی، فرمان الٰہی ہے:

﴿وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا﴾(طٰہٰ: ۱۱۰)

''وہ علم کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کا احاطہ نہیں کر سکتے۔''

اسمائے الٰہی اوران کا تذکرہ

اللہ کے نام وہ ہیں، جو اس نے خود قرآن میں یا اس کے رسول نے احادیث میں ثابت کر دیئے ہیں، اس پر قرآن وسنت سے دلائل ملاحظہ فرمائیں:

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوهُ بِهَا﴾(الأعراف : ١٨٠)

''اللہ تعالیٰ کے اچھے اچھے نام ہیں، تم اسے انہیں کے ساتھ پکارو۔''

❁ نیز فرمایا:

﴿اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى﴾(طٰهٰ : ٨)

''اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، اس کے خوبصورت نام ہیں۔''

❁ نیز فرمایا:

﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ أَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ أَيًّا مَّا تَدْعُوا فَلَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى﴾

(بني إسرائيل : ١١٠)

''(اے نبی!) کہہ دیجئے! اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن، جیسے بھی پکارو، اس کے اچھے اچھے نام ہیں۔''

❁ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِينَ اسْمًا مِائَةً إِلَّا وَاحِدًا، مَنْ أَحْصَاهَا

دَخَلَ الْجَنَّةَ .

''اللہ کے ننانوے نام ایسے ہیں کہ جوان کو یاد کرلے گا، جنت میں داخل ہوگا۔''

(صحيح البخاري : ٧٣٩٢، صحيح مسلم : ٢٦٧٧)

کتاب وسنت کی ان نصوص سے پتا چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے اوصاف کی وسعت کے حامل ان اسمائے حسنیٰ پر ایمان لانا واجب ہے، اس کا ہر نام اس کی کمال عظمت پر دلیل ہے، اسی لیے یہ اچھے ہیں۔

❀ حافظ ابن قیم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أَسْمَاؤُهُ كُلُّهَا أَسْمَاءُ مَدْحٍ وَحَمْدٍ وَثَنَاءٍ وَتَمْجِيدٍ، وَلِذٰلِكَ كَانَتْ حُسْنٰى، وَصِفَاتُهُ كُلُّهَا صِفَاتُ كَمَالٍ .

''اللہ تعالیٰ کے تمام نام تعریف وثنا اور بزرگی کا پیکر ہیں، اسی لیے ان کو حسنیٰ کہا گیا ہے، اس کی تمام صفات بھی صفات کمال ہیں۔''

(مَدارج السّالكين : ١٤٤/١)

شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''اسماء وصفات باری تعالیٰ پر ایمان توحید کی تین قسموں یعنی توحید ربوبیت، توحید الوہیت اور توحید اسماء وصفات کو شامل ہے، یہ تینوں اقسام ایمان کی روح اور اصل وغایت ہے، جوں جوں آدمی کو اسماء وصفات کی معرفت زیادہ ہوتی جاتی ہے، اس کا ایمان بڑھتا اور اس کا یقین قوی ہوتا جاتا ہے۔''

(التّوضيح والبَيان لشَجَرة الإيمان، ص ٤١)

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلرَّحْمٰنُ اسْمٌ مَّمْنُوعٌ .

''(مخلوق کے لیے) ''الرحمٰن'' نام (رکھنا) ممنوع ہے۔''

(تفسير الطّبري : ١٥٠، وسندهٗ حسنٌ)

۞ نیز فرماتے ہیں:

اَلرَّحِيمُ اسْمٌ لَّا يَسْتَطِيعُ النَّاسُ أَنْ يَنْتَحِلُوهُ، تَسَمّٰى بِهٖ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى .

''لوگوں کے لیے ''الرحیم'' نام رکھنا جائز نہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اسے اپنا نام بنالیا ہے۔''

(تفسير ابن أبي حاتم : ٢٦/١، وسندهٗ حسنٌ)

۞ امام طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کے بعض نام ایسے ہیں کہ اس نے مخلوق کے لیے ان کا رکھنا حرام کر دیا ہے، صرف اپنے لیے خاص کر رکھا ہے، جیسے اللہ، الرحمٰن، الخالق۔ بعض نام دوسروں کے لیے بھی رکھنا جائز ہے، مثلاً رحیم، سمیع، بصیر، کریم وغیرہا۔''

(تفسير الطّبري : ٨٧/١)

۞ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ ''بسم اللہ'' کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اَلْحَاصِلُ أَنَّ مِنْ أَسْمَائِهٖ تَعَالٰى مَا يُسَمّٰى بِهٖ غَيْرُهٗ، وَمِنْهَا مَا لَا يُسَمّٰى بِهٖ غَيْرُهٗ، كَاسْمِ اللّٰهِ، وَالرَّحْمٰنِ، وَالْخَالِقِ، وَالرَّزَّاقِ، وَنَحْوِ ذٰلِكَ، فَلِهٰذَا بَدَأَ بِاسْمِ اللّٰهِ، وَوَصَفَهٗ بِالرَّحْمٰنِ، لِأَنَّهٗ أَخَصُّ وَأَعْرَفُ مِنَ الرَّحِيمِ، لِأَنَّ التَّسْمِيَةَ أَوَّلًا إِنَّمَا تَكُونُ

بِأَشْرَفِ الْأَسْمَاءِ، فَلِهٰذَا ابْتَدَأَ بِالْأَخَصِّ فَالْأَخَصِّ .

''حاصل کلام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بعض نام ایسے ہیں جو دوسرے بھی رکھ سکتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ دوسرا کوئی نہیں رکھ سکتا، مثلاً؛ اللہ، الرحمٰن، الرحیم، الخالق اور الرزاق وغیرہا۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے نام ''اللہ'' سے (بسم اللہ کو) شروع کیا، پھر ''الرحمٰن'' صفت لائی، کیونکہ یہ ''الرحیم'' سے زیادہ خصوصیت اور تعریف کی حامل ہے، پہلا نام زیادہ معزز ہوتا ہے، اسی لیے زیادہ خاص سے ابتدا کی، پھر اس کے بعد والے سے۔''

(تفسير ابن كثير : ٣٦/١)

طبری رحمہ اللہ نے غیر اللہ کے لیے ''الرحمٰن'' نام رکھنے کی ممانعت پر اجماع نقل کیا ہے۔

(تفسير الطّبري : ٨٩/١)

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

سُبْحَانَ اللّٰهِ اسْمٌ لَا يَسْتَطِيعُ النَّاسُ أَنْ يَنْتَحِلُوهُ .

''سبحان اللہ ایسا نام ہے، جو لوگ نہیں رکھ سکتے۔''

(تفسير ابن أبي حاتم : ١٩٣٠/٢، وسندهٗ حسنٌ)

نضر بن عربی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے میمون بن مہران رحمہ اللہ سے پوچھا کہ سبحان اللہ کیا ہے؟ فرمایا:

اِسْمٌ يُعَظَّمُ اللّٰهُ بِهٖ وَيُحَاشَا بِهٖ مِنَ السُّوءِ .

''یہ ایسا نام ہے، جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی عظمت بیان کی جاتی ہے اور اسے برائی سے منزہ کیا جاتا ہے۔''

(تفسير ابن أبي حاتم : ١١٢٤/٤، وسندهٗ حسنٌ)

یحییٰ بن سعید رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سعید بن مسیّب رحمہ اللہ جب بیت اللہ میں داخل ہوتے، تو اس کی طرف دیکھ کر فرماتے:

اَللّٰهُمَّ أَنْتَ السَّلَامُ، وَمِنْكَ السَّلَامُ، فَحَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ .

''اے اللہ! تو سلامتی دینے والا ہے، تیری ہی طرف سے سلامتی ملتی ہے، لہٰذا ہمیں بھی سلامتی عطا فرما۔''

(مصنّف ابن أبي شيبة : ٣٦٦/١، وسندهٗ صحيحٌ)

سدی رحمہ اللہ فرمان الٰہی: ﴿لَهُمْ دَارُ السَّلَامِ عِنْدَ رَبِّهِمْ﴾(الأنعام : ١٢٧) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اَللّٰهُ هُوَ السَّلَامُ، وَالدَّارُ الْجَنَّةُ .

''السلام سے مراد اللہ تعالیٰ ہے اور الدار سے مراد جنت ہے۔''

(تفسير الطّبري : ١٣٨٨٧، وسندهٗ حسنٌ)

قتادہ رحمہ اللہ بھی یہی کہتے ہیں۔

(تفسير الطّبري : ١٧٩/٩، وسندهٗ صحيحٌ)

جابر بن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ فرمان باری تعالیٰ: ﴿دَارُ السَّلَامِ﴾ (یونس: ۲۵) میں السلام سے مراد اللہ تعالیٰ ہے، یہ اس کا نام ہے۔

(تفسير ابن أبي حاتم : ١٩٤٣/٦، وسندهٗ حسنٌ)

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''﴿السَّلَامُ﴾ (الحشر: ۲۳) سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔

(تفسير الطّبري : ۳۳۹۱٥، وسندہٗ صحيحٌ)

کعب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’فرمان الٰہی: ﴿وَأَيَّدْنَاهُ بِرُوحِ الْقُدُسِ﴾(البقرة : ۸۷) میں ’’القدس‘‘ سے مراد اللہ تعالیٰ ہے۔‘‘

(تفسير الطّبري : ١٤٩٨، وسندہٗ حسنٌ)

ربیع بن انس رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلْقُدُسُ هُوَ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى . ’’قدس رب تعالیٰ کا نام ہے۔‘‘

(تفسير ابن أبي حاتم : ١٦٩/١، وسندہٗ حسنٌ)

اسمِ اعظم

صحابہ و تابعین اور بعد والے سلف صالحین نے اللہ تعالیٰ کا اسمِ اعظم ثابت کیا ہے، کیونکہ اس بارے میں صریح حدیث موجود ہے۔

❀ سیدنا بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَقُولُ : اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّكَ أَنْتَ اللّٰهُ الْأَحَدُ الصَّمَدُ، الَّذِي لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا أَحَدٌ، فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ، أَوْ قَالَ : وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ، لَقَدْ سَأَلَ اللّٰهَ بِاسْمِهِ الْأَعْظَمِ، الَّذِي إِذَا سُئِلَ بِهٖ أَعْطٰى، وَإِذَا دُعِيَ بِهٖ أَجَابَ .

”نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو سنا کہ وہ دعا میں یہ کہہ رہا تھا، اے اللہ! میں تجھ سے اس وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ تو ہی اللہ ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو اکیلا ہے، بے نیاز ہے، جس نے نہ کسی کو جنا ہے اور نہ جنا گیا ہے، نہ اس کا کوئی ہم سر ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اس ذات کی قسم، جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس نے اللہ کے اسمِ اعظم کی وساطت سے سوال کیا ہے، جس کے ساتھ جب اسے پکارا جائے، تو وہ قبول کرتا ہے اور جب اس کے ذریعے سوال

کیا جائے،تو وہ عطا کر دیتا ہے۔''

(مسند أحمد : ٣٥٠/٥، سنن أبي داود : ١٤٩٣، سنن ابن ماجه : ٣٨٥٧، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (٨٩١) نے ''صحیح'' کہا ہے، امام حاکم رحمہ اللہ (٥٠٤/١) نے اسے شیخین کی شرط پر ''صحیح'' قرار دیا ہے اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ان کی موافقت کی ہے۔

❁ سیدنا انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

إِنَّهٗ كَانَ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسًا، وَرَجُلٌ يُصَلِّي، ثُمَّ دَعَا : اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ الْمَنَّانُ، بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ، يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ، يَا حَيُّ يَا قَيُّومُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَقَدْ دَعَا اللّٰهَ بِاسْمِهِ الْعَظِيمِ، الَّذِي إِذَا دُعِيَ بِهٖ أَجَابَ، وَإِذَا سُئِلَ بِهٖ أَعْطٰى .

''وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے،ایک آدمی نماز پڑھ رہا تھا، پھر اس نے یوں دعا کی: اللہ! میں تجھ سے اس لیے سوال کرتا ہوں کہ ساری تعریف تیرے ہی لیے خاص ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو منان (احسان کرنے والا) ہے، آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والا ہے، اے عزت وجلال والے! اے زندہ وقیوم! نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے اللہ کے اسم اعظم کے وسیلہ سے سوال کیا ہے، کہ اس کے وسیلہ سے جب سوال کیا جائے، تو اللہ عطا کر دیتا ہے اور جب اس کے ذریعہ دعا کی جائے، تو اللہ قبول کر لیتا ہے۔''

(مسند الإمام أحمد : ١٥٣/٣، سنن أبي داود : ١٤٩٥، سنن النسائي : ٨١٣، وسندهٗ صحيحٌ)

اس حدیث کو امام ابن حبان رحمہ اللہ (۸۹۳) نے ''صحیح'' کہا ہے اور امام حاکم رحمہ اللہ (۵۰۳/۱) نے مسلم کی شرط پر ''صحیح'' قرار دیا ہے، حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے موافقت کی ہے۔

۞ ابو عبدالرحمٰن قاسم فرماتے ہیں:

إِنَّ اسْمَ اللّٰهِ الْأَعْظَمَ فِي ثَلَاثِ سُوَرٍ مِنَ الْقُرْآنِ، فِي سُورَةِ الْبَقَرَةِ، وَآلِ عِمْرَانَ، وَطٰهٰ.

''اللہ کا اسم اعظم قرآن کی تین سورتوں میں موجود ہے؛① سورت بقرہ ② سورت آل عمران ③ سورت طٰہٰ۔''

(فضائل القرآن للفِريابي : ٤٨، وسندهٗ صحيحٌ)

اسمائے الٰہی میں الحاد

اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ اور اس کی آیات میں الحاد سے قرآن کریم میں منع کیا گیا ہے اور اس سے ڈرایا بھی گیا ہے۔

❁ فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾

(الأعراف: ١٨٠)

''ان لوگوں کا ذکر کرنا چھوڑ دو، جو اللہ کے اسما میں الحاد اختیار کرتے ہیں، عنقریب وہ اپنے کرتوتوں کا بدلہ پائیں گے۔''

❁ نیز فرمایا:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي آيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا﴾(فُصّلت: ٤٠)

''جو لوگ ہماری آیات میں الحاد اختیار کرتے ہیں، وہ ہم سے مخفی نہیں ہیں۔''

❁ حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

﴿لَا يَخْفَوْنَ﴾ فِيهِ تَهْدِيدٌ شَدِيدٌ، وَوَعِيدٌ أَكِيدٌ، أَيْ إِنَّهٗ تَعَالٰى عَالِمٌ بِمَنْ يُلْحِدُ فِي آيَاتِهِ، وَأَسْمَائِهِ، وَصِفَاتِهِ، وَسَيَجْزِيهِ عَلٰى ذٰلِكَ بِالْعُقُوبَةِ، وَالنَّكَالِ.

''فرمان باری تعالیٰ ''وہ ہم سے مخفی نہیں۔'' میں شدید دھمکی اور سخت وعید ہے،

کہ اللہ تعالیٰ اپنی آیات، اسما اور صفات میں الحاد کرنے والوں کو جانتا ہے،
عنقریب وہ لوگ سزا اور عبرت کی صورت میں اس کا بدلہ پائیں گے۔''

(تفسیر ابن کثیر : ۱۷۱/۷)

قتادہ رحمہ اللہ فرمان باری تعالیٰ : ﴿وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ﴾ (الأعراف : ۱۸۰) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ وہ توحید اسما میں شرک کے مرتکب ہوتے ہیں۔

(تفسير ابن أبي حاتِم : ۱۶۲۳/۵، تفسير الطّبري : ۱۵٤٦۷، وسندهٗ صحيحٌ)

اسمائے الٰہی میں الحاد یہ ہے کہ ان کا یا ان کے حقائق ومعانی کا انکار کر دیا جائے، اس کی کئی اقسام ہیں؛

۱۔ کسی نام کا انکار کر دینا یا صفات کے معانی کو تسلیم نہ کرنا، جیسے معطلہ کرتے ہیں۔

۲۔ انہیں مخلوق سے تشبیہ کا ذریعہ بنا دینا، جیسے مشبہہ نے کیا۔

۳۔ جو نام اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان نہیں کیا، وہ اپنی طرف سے رکھ دینا، حالانکہ اللہ کے نام توقیفی ہیں۔

۴۔ اللہ تعالیٰ کے نام سے بتوں کے نام بنانا، جیسے ''الّلات''، ''الالہ'' سے اور ''العزیٰ''، ''العزیز'' سے مشتق ہے۔

حافظ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ کے ناموں میں الحاد یہ ہے کہ ان کے بارے میں درست منہج سے ہٹ جانا، ان میں نئے نئے معانی داخل کر دینا اور حقیقی معانی سے پھیر دینا۔ یہ الحاد کی حقیقت ہے، جو یہ کام کرتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھتا ہے۔''

(مَدارج السّالكين : ٥٤/١)

اسمائے الٰہی کے معانی

اسمائے الٰہی کے معانی سے معرفت ان پر ایمان کالازمی جزو ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے اسماء وصفات کاعلم اوران کے معانی کی معرفت بندے کے دل میں اللہ کا ڈر، ہیبت ،تقویٰ پیدا کرتی ہےاوراس کے دل میں ایمان بڑھ جاتا ہے۔

جوشخص یہ جان گیا کہ اللہ ہر چیز کو جانتا ہےاوراس پر بندوں کے اعمال میں سے کچھ بھی مخفی نہیں، وہ دوسرے سے زیادہ ڈرے گا،اور جو یہ جان لے گا کہ اللہ کوکوئی چیز عاجز نہیں کرسکتی اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، وہ اللہ سے دوسروں کی نسبت زیادہ ڈرنے اور سچا توکل وبھروسا کرنے والا ہوگا،اسی طرح دوسرے اسماء وصفات کا معاملہ ہے۔

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَنْ عَرَفَ أَسْمَاءَ اللّٰهِ وَمَعَانِيَهَا فَآمَنَ بِهَا، كَانَ إِيمَانُهُ أَكْمَلَ مِمَّنْ لَمْ يَعْرِفْ تِلْكَ الْأَسْمَاءَ، بَلْ آمَنَ بِهَا إِيمَانًا مُّجْمَلًا، أَوْ عَرَفَ بَعْضَهَا، وَكُلَّمَا ازْدَادَ الْإِنْسَانُ مَعْرِفَةً بِأَسْمَاءِ اللّٰهِ وَصِفَاتِهٖ وَآيَاتِهٖ كَانَ إِيمَانُهُ بِهٖ أَكْمَلَ .

’’جواللہ تعالیٰ کے اسماءاوران کے معانی کی معرفت رکھتے ہوئے ان پر ایمان لاتا ہے، اس کا ایمان اس شخص سے زیادہ کامل ہوگا، جوان کی معرفت نہیں رکھتا، بلکہ مجمل طور پر ایمان لے آیا ہے، یا پھر کچھ معرفت رکھتا ہے، جوں جوں

انسان اللہ تعالیٰ کے اسماء، اس کی صفات اور آیات کی معرفت میں بڑھتا جاتا ہے، اس کا اللہ پر ایمان بھی کامل ترین ہوتا جاتا ہے۔''

(مَجموع الفتاوٰی : ۷/۲۳۳_۲۳٤)

شیخ عبدالرحمٰن بن ناصر سعدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ توحید درحقیقت اللہ ورسول کے ثابت کیے ہوئے ناموں پر ایمان، ان کے اندر پوشیدہ جلیل القدر معانی ومعارف کی معرفت، ان کے ذریعے تقرب الٰہی کے حصول اوران کے وسیلہ سے دعا کرنے کا نام ہے۔

ان اسماء کے معانی کا ذہن میں استحضار اور دل میں ان کی تاثیر کا ہونا ضروری ہے، مثلاً عظمت، کبریائی، بزرگی اور جلال وہیبت پر مشتمل نام دل کو اللہ تعالیٰ کی تعظیم واکرام سے بھر دیتے ہیں۔

جمال، نیکی، احسان اور رحمت وکرم پر مشتمل نام دل کو اللہ کی محبت، شوق اور حمد وشکر سے لبریز کر دیتے ہیں۔

عزت، حکمت اور علم وقدرت والے نام دل میں اللہ کے لیے عاجزی وانکساری پیدا کرتے ہیں۔

علم، خبر، آگاہی، مشاہدہ اور احاطہ پر مبنی نام دل میں اللہ تعالیٰ کی نگرانی کا احساس اور گندے افکار وخیالات سے نفرت پیدا کرتے ہیں۔

غِنٰی اور لطف وکرم کے معانی کے حامل نام اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور ہر حال میں اسی کی طرف نظر رکھنے کا داعیہ پیدا کر دیتے ہیں۔

یہ تمام فوائد اسماء وصفات الٰہی سے معرفت کی بدولت اسے نصیب ہوتے ہیں، یہی اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت وعنائیت ہے اور یہی توحید کی اصل روح ہے۔

(النّهج السّديد شرح كتاب التوحيد : ۱٦۱-۱٦۳، مُلخصًا)

قتادہ رحمہ اللہ ﴿الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ (آل عمران : ۲) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اَلْقَيِّمُ عَلَى الْخَلْقِ بِأَعْمَالِهِمْ وَأَرْزَاقِهِمْ وَآجَالِهِمْ .

''وہ مخلوق کے اعمال، رزق اور اجل پر نگران ومحافظ ہے۔''

(تفسير ابن أبي حاتِم : ٤٨٦/٢، وسندهٗ صحيحٌ)

ربیع بن انس رحمہ اللہ فرمان باری تعالیٰ: ﴿لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ (البقرة : ۲٥٥) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اَلْحَيُّ؛ حَيٌّ لَا يَمُوتُ .

''الحی سے مراد ہے کہ وہ زندہ ہے، اسے موت نہیں۔''

(تفسير ابن أبي حاتِم : ٤٨٦/٢، وسندهٗ حسنٌ)

نیز ﴿الْقَيُّومُ﴾ کے بارے میں فرماتے ہیں:

قَيِّمٌ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ يَكْلَؤُهٗ وَيَرْزُقُهٗ وَيَحْفَظُهٗ .

''وہ ہر چیز پر نگہبان ہے، اس کی نگرانی کرتا ہے، اسے رزق دیتا ہے اور اس کی حفاظت کرتا ہے۔''

(تفسير ابن أبي حاتِم : ٤٨٦/٢، وسندهٗ حسنٌ)

سدی رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

هُوَ الْقَائِمُ . ''اس سے مراد قائم رہنے والی ذات ہے۔''

(تفسير الطّبري : ٥٧٦٩، وسندهٗ حسنٌ)

ابراہیم نخعی رحمہ اللہ ﴿الصَّمَدُ﴾ کی تفسیر کرتے ہیں:

الَّذِي يَصْمِدُ إِلَيْهِ النَّاسُ حَوَائِجَهُمْ .

''لوگ اپنی ضروریات میں ہر لحاظ سے جس ذات کے محتاج ہیں۔''

(السُّنّة لابن أبي عاصم : ٦٨٧، وسندهٗ حسنٌ)

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الصَّمَدُ؛ الدَّائِمُ . ''الصمد سے مراد ہمیشہ رہنے والا ہے۔''

(تفسير الطّبري : ٣٨٣٣١، وسندهٗ صحيحٌ)

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الصَّمَدُ؛ الَّذِي لَيْسَ بِأَجْوَفَ .

''الصمد وہ ذات ہے، جو کھانے پینے کی محتاج نہ ہو۔''

(السّنّة لابن أبي عاصم : ٦٨٠، وسندهٗ صحيحٌ)

سعید بن جبیر رحمہ اللہ کی بھی یہی تفسیر ہے۔

(تفسير الطّبري : ٣٨٣١١، وسندهٗ صحيحٌ)

مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

الصَّمَدُ الْمُصْمَتُ الَّذِي لَا جَوْفَ لَهٗ .

''الصمد وہ بے نیاز ذات ہے، جو کھانے پینے کی محتاج نہ ہو۔''

(تفسير الطّبري : ٣٨٨٠٥، وسندهٗ صحيحٌ)

عکرمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَلصَّمَدُ؛ الَّذِي لَمْ يَخْرُجْ مِنْهُ شَيْءٌ، وَلَمْ يَلِدْ، وَلَمْ يُولَدْ .

''الصمد وہ ہے، جس سے کوئی چیز نہ نکلی ہو، نہ اس نے کسی کو جنا ہو، نہ اسے کسی

نے جنا ہو۔''

(تفسير الطّبري : ٣٨٣٢١، وسندهٗ صحيحٌ)

سدی رحمہ اللہ فرمان الٰہی: ﴿كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ﴾(المائدة : ١٤٣) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

أَمَّا الرَّقِيبُ؛ فَهُوَ الْحَفِيظُ .

''الرقیب سے مراد ہے محافظ۔''

(تفسير الطّبري : ١٣٠٣٥، وسندهٗ حسنٌ)

نیز فرماتے ہیں:

''فرمان باری تعالیٰ: ﴿وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّقِيتًا﴾(النّساء : ٨٥) میں أَمَّا الْمُقِيتُ؛ فَالْقَدِيرُ . ''مقیت سے مراد قدیر (قدرت والا) ہے۔''

(تفسير الطّبري : ٩٨٥، وسندهٗ حسنٌ)

❁ نیز کہتے ہیں:

﴿وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيبًا﴾ (النساء:٦) میں ''حسیب'' سے مراد شہید (گواہ) ہے۔

(تفسير الطّبري : ٨٦٥٦، وسندهٗ حسنٌ)

قتادہ رحمہ اللہ فرمان الٰہی: ﴿وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ﴾(الأنعام : ١٨) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

حَكِيمٌ فِي أَمْرِهٖ، خَبِيرٌ بِخَلْقِهٖ .

''اپنے کام میں حکمت والا اور اپنی مخلوقات سے باخبر ہے۔''

(تفسير عبد الرّزّاق : ١٢٦/٣، وسندهٗ صحيحٌ)

نیز ﴿الْقُدُوسُ﴾(الحشر : ٢٣) کا معنی مبارک (بابرکت) بیان کرتے ہیں۔

(تفسير الطّبري : ٣٣٩١٤، وسندهٗ صحيحٌ)

نیز فرمان باری تعالیٰ: ﴿الْجَبَّارُ﴾(الحشر : ٢٣) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

جَبَرَ خَلْقَهٗ عَلٰى مَا يَشَآءُ.

''جس کام پر چاہا، اس نے اپنی مخلوق کو مجبور کر دیا ہے۔''

(تفسير الطّبري : ٣٣٩٢٩، وسندهٗ صحيحٌ)

۞ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَدْ يُرَادُ بِلَفْظِ الْجَبْرِ نَفْسُ فِعْلِ مَا يَشَاؤُهٗ، وَإِنْ خَلَقَ اخْتِيَارَ الْعَبْدِ، كَمَا قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ الْقُرَظِيُّ : ﴿الْجَبَّارُ﴾ هُوَ الَّذِي جَبَرَ الْعِبَادَ عَلٰى مَا أَرَادَهٗ.

''بسا اوقات لفظ جبر اس فعل کو بھی کہتے ہیں، جو مشیت الٰہی کے مطابق ہو ہے، اگرچہ اللہ نے ہی بندے کا اختیار بھی پیدا کیا ہے، جیسا کہ محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ ﴿الْجَبَّارُ﴾ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ ذات، جس نے بندوں کو اپنے ارادے کے مطابق مجبور کیا۔''

(مِنهاج السُّنّة النّبوية : ٢/٢٤٧)

❀❀❀❀❀❀❀